تیرے دھیان کی تیز ہوا

امجد اسلام امجد

رابطہ کے لئے۔

جہانگیر بک ڈپو، 257 ریواز گارڈن لاہور

آپ کے مشورے اور شکایات کے لئے۔

E-mail:info@jbdpress.com
www.jbdpress.com

اشاعت : 2004ء

ڈیزائننگ : JBD Art Section

لے آؤٹ: فواز نیاز

ناشر: عدیل نیاز، آفس: 257 ریواز گارڈن، لاہور۔

قیمت : 100 روپے

ہیڈ آفس: غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7314319

پرنٹنگ پریس: نیاز جہانگیر پرنٹرز اردو بازار لاہور

تیرے دھیان کی تیز ہوا
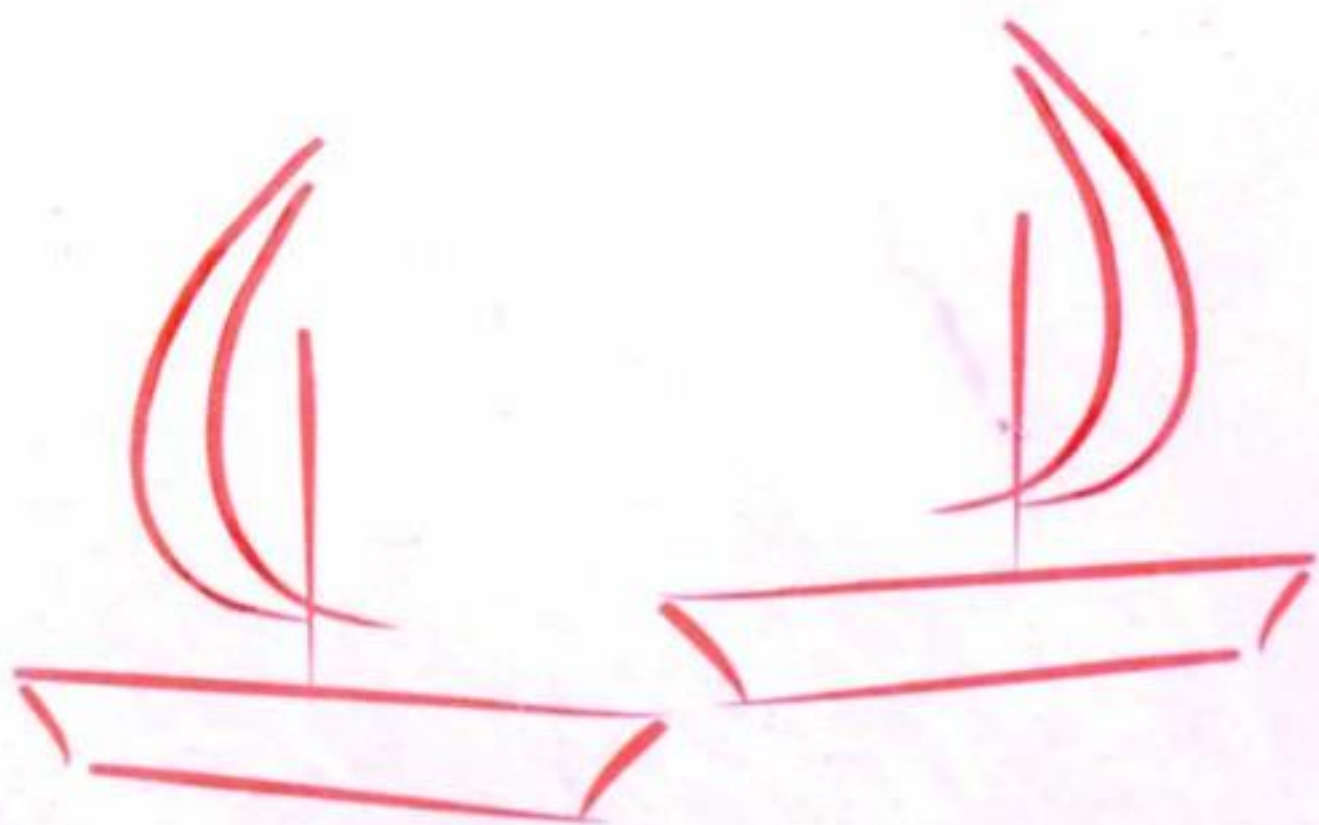
امجد اسلام امجد

ترتیب

تیرے دھیان کی تیز ہَوا

پَت جھڑ کی دہلیز پہ بکھرے
بے چہرا پتّوں کی صُورت
ہم کو ساتھ لیے پھرتی ہے
تیرے دھیان کی تیز ہَوا!

بے وفائی کی مشکلیں

جو تم نے ٹھان ہی لی ہے
ہمارے دل سے نکلو گے
تو اتنا جان لو پیارے
سمندر سامنے ہو گا اگر ساحل سے نکلو گے !
ستارے، جن کی آنکھوں نے ہمیں اک ساتھ دیکھا تھا،
گواہی دینے آئیں گے !
پرانے کاغذوں کی بالکونی سے بہت سے لفظ جھانکیں گے
تمھیں واپس بُلائیں گے ،
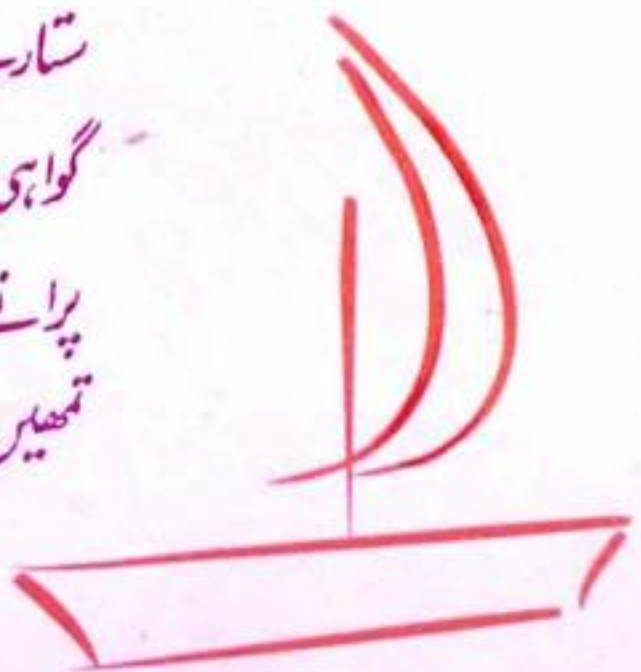
کئی وعدے، فسادی قرض خواہوں کی طرح رستے میں روکیں گے
تمہیں دامن سے پکڑیں گے
تمُہاری جان کھائیں گے!
چھپا کر کس طرح چہرہ
بھری محفل سے نکلو گے!

ذرا پھر سوچ لو جاناں،
نکل تو جاؤ گے شاید
مگر مشکل سے نکلو گے!

چاند مری کھڑکی میں آئے

چاند کبھی تو تاروں کی اِس بھیڑ سے نکلے
اور مری کھڑکی میں آئے
بالکل تنہا اور اکیلا
میں اُس کو باہوں میں بھر لُوں
ایک ہی سانس سب کی سب وہ باتیں کر لوں
جو میرے تالُو سے چمٹی
دل میں سمٹی رہتی ہیں
سب کچھ ایسے ہی ہو جائے، جب ہے نا۔
چاند مری کھڑکی میں آئے، تب ہے نا!

بہت اچھّا بھی لگتا ہے

بہت اچھّا بھی لگتا ہے
اچانک اِس طرح دل کا دوبارہ مبتلا ہونا ،
محبّت آشنا ہونا ،
مگر جب دیکھتا ہوں
وقت کتنا جا چکا ہے
راستوں کی دُھول
قدموں اور سروں پر کس طرح سے جم چکی ہے
اور ہم تم
اپنی اپنی زندگی کے دائروں میں
اپنی اپنی گردشوں میں
اس طرح اُلجھے ہوئے ہیں

جس طرح دشتِ فلک میں ساتھ چلتے ،

دو ستارے

جو بظاہر پاس لگتے ہیں

مگر اُن کی رفاقت میں

کروڑوں میل کی تنہائی کا دریا بھی ہوتا ہے ،

"یہ دریا پار کیسے ہو

نہ تم ہو اُس کنارے پر

نہ ہم ہیں اس کنارے پر"

سو بہتر ہے

ہم اپنے اپنے دائروں کے اِس خلا میں گھومتے جائیں

ستاروں کی طرح

اِک ساتھ چمکیں اور دمکیں تو سہی لیکن

یہ اپنے بیچ میں جو فاصلوں کا سُرخ دریا ہے

اِسے تسلیم ہی کر لیں !

کہ اس بے پُل کے دریا میں

نہ تم ہی تَیر سکتے ہو ، نہ ہم ہی تَیر سکتے ہیں !

بہت اچّھا تو لگتا ہے

اچانک اِس طرح دِل کا محبت آشنا ہونا

دوبارہ مبتلا ہونا ۔

محبّت

محبّت اوس کی صُورت
پیاسی پنکھڑی کے ہونٹ کو سیراب کرتی ہے
گلوں کی آستینوں میں انوکھے رنگ بھرتی ہے
سحر کے جُھٹپٹے میں، گُنگناتی، مُسکراتی، جگمگاتی ہے
محبّت کے دنوں میں دشت بھی محسوس ہوتا ہے
کسی فردوس کی صُورت
محبّت اوس کی صُورت

محبّت ابر کی صورت

دلوں کی سرزمیں پہ گھر کے آتی اور برستی ہے
چمن کا ذرہ ذرہ جھومتا ہے، مسکراتا ہے
ازل کی بے نمو مٹی میں سبزہ سر اٹھاتا ہے
محبّت اُن کو بھی آباد اور شاداب کرتی ہے
جو دل ہیں قبر کی صورت
محبّت ابر کی صورت!

محبّت آگ کی صورت
بجھے سینوں میں جلتی ہے تو دل بیدار ہوتے ہیں
محبّت کی تپش میں کچھ عجب اسرار ہوتے ہیں
کہ جتنا یہ بھڑکتی ہے، عروسِ جاں مہکتی ہے
دلوں کے ساحلوں پر جمع ہوتی اور بکھرتی ہے
محبّت، جھاگ کی صورت
محبّت، آگ کی صورت!

محبّت خواب کی صورت،
نگاہوں میں اترتی ہے کسی مہتاب کی صورت
ستارے آرزو کے اس طرح سے جگمگاتے ہیں
کہ پہچانی نہیں جاتی دلِ بے تاب کی صورت!
محبّت کے شجر پر خواب کے پنچھی اترتے ہیں
تو شاخیں جاگ اٹھتی ہیں

تھکے ہارے ستارے جب زمیں سے بات کرتے ہیں
تو کب کی منتظر آنکھوں میں
شمعیں جاگ اُٹھتی ہیں
محبّت اِن میں جلتی ہے چراغِ آب کی صُورت
محبّت ، خواب کی صُورت !

محبّت دَرد کی صُورت !
گزشتہ موسموں کا استعارہ بن کے رہتی ہے
شبانِ ہجر میں ، روشن ستارہ بن کے رہتی ہے

منڈیروں پر چراغوں کی لَویں جب تھرتھراتی ہیں
نگر میں نااُمیدی کی ہَوائیں سنسناتی ہیں
گلی میں جب کوئی آہٹ ، کوئی سایہ نہیں رہتا
دُکھے دل کے لیے جب کوئی بھی دھوکا نہیں رہتا
غموں کے بوجھ سے جب ٹوٹنے لگتے ہیں شانے تو
یہ اُن پہ ہاتھ رکھتی ہے
کسی ہمدرد کی صُورت !
گزر جاتے ہیں سارے قافلے جب دل کی بستی سے
فضا میں تیرتی ہے دیر تک
یہ گرد کی صُورت ،
محبّت ، دَرد کی صُورت !

محبّت کی ایک نظم

اگر کبھی میری یاد آئے
تو چاند راتوں کی نرم دل گیر روشنی میں
کسی ستارے کو دیکھ لینا
اگر وہ نخلِ فلک سے اُڑ کر تمھارے قدموں میں آگرے تو
یہ جان لینا، وہ استعارہ تھا میرے دل کا،
اگر نہ آئے ....
مگر یہ ممکن ہی کس طرح ہے کہ تم کسی پر نگاہ ڈالو

تو اُس کی دیوارِ جاں نہ ٹوٹے
وہ اپنی ہستی نہ بھول جائے!
اگر کبھی میری یاد آئے
گریز کرتی ہَوا کی لہروں پہ ہاتھ رکھنا
مَیں خوشبوؤں میں تمھیں ملوں گا۔
مجھے گلابوں کی پتّیوں میں تلاش کرنا
مَیں اوس قطروں کے آئنوں میں تمھیں ملوں گا۔

اگر ستاروں میں، اوس قطروں میں، خوشبوؤں میں، نہ پاؤ مجھ کو
تو اپنے قدموں میں دیکھ لینا
مَیں گرد ہوتی مسافتوں میں تمھیں ملوں گا۔
کہیں پہ روشن چراغ دیکھو تو جان لینا
کہ ہر پتنگے کے ساتھ مَیں بھی بکھر چکا ہوں
تم اپنے ہاتھوں سے اِن پتنگوں کی خاک دریا میں ڈال دینا
مَیں خاک بن کر سمندروں میں سفر کروں گا۔
کسی نہ دیکھے ہُوئے جزیرے پہ رُک کے تم کو صدائیں دُوں گا
سمندروں کے سفر پہ نکلو تو اُس جزیرے پہ بھی اُترنا۔

آخری بوسہ

میرے ہونٹوں پہ اُس کے آخری بوسے کی لذّت ثبت ہے
وہ اُس کا آخری بوسہ
جو مستقبل کے ہر اک خوف سے آزاد
اِک روشن ستارا تھا
گزرتی رات کے ننگے بدن پر تل کی صُورت قائم و دائم

ہمیشہ جاگنے والا ستارا
مَیں جسے اِس آگ برساتے ہوئے سُورج کے آگے
جگمگاتا دیکھ سکتا ہُوں ۔
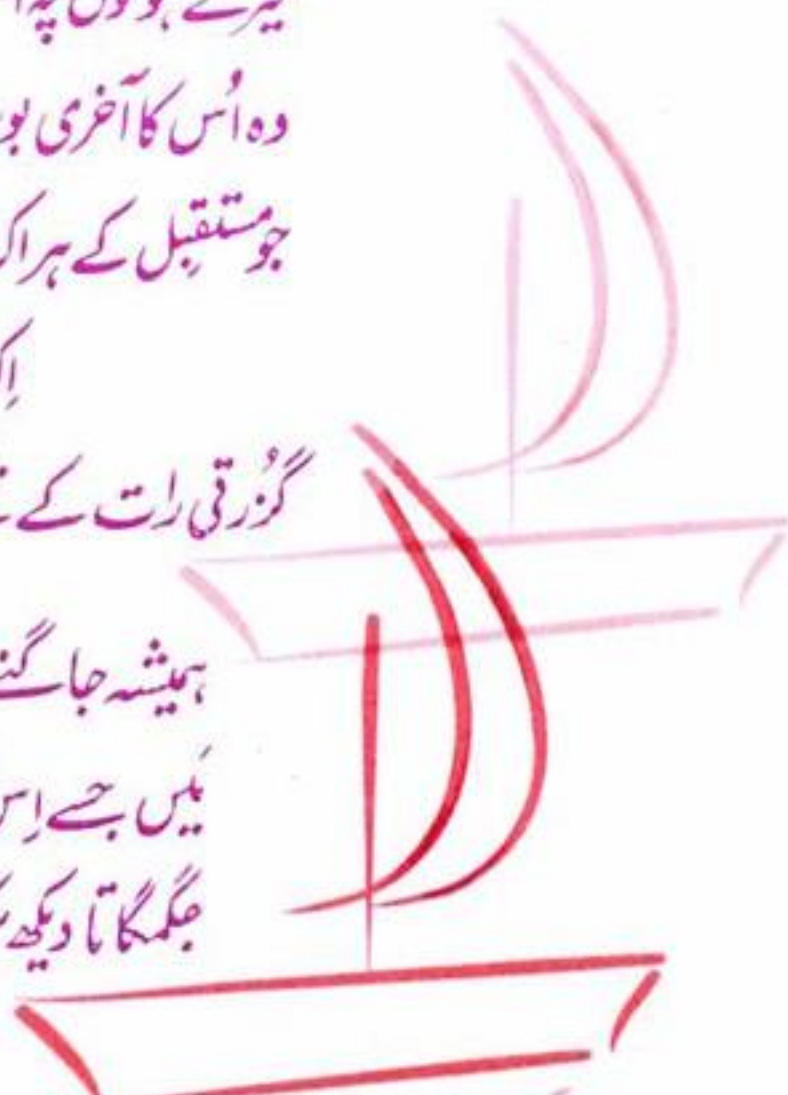
وہ اُس کا آخری بوسہ
جو اِس نفرت بھری دُنیا میں
اِک خوشبو کا جھونکا تھا
بکھرتی پتّیوں میں موسمِ گل کے اشارے کی طرح

اِک ڈولتی خُوشبو کا جھونکا
مَیں جسے اِس حبس کے کالے قفس کی تیلیوں سے
مُسکراتا دیکھ سکتا ہُوں ۔

وہ اُس کا آخری بوسہ
جو اِن مرتی ہوئی صدیوں میں
اِک بے اَنت لمحہ تھا
تلاطم میں کسی ساحل کی پہلی دید سا
اَنمول اور بے اَنت لمحہ
مَیں جسے اشکوں کی اِس دیوار میں
رخنے بناتا دیکھ سکتا ہوں
مرے ہونٹوں پہ اُس کے آخری بوسے کی لذت ثبت ہے
وہ اُس کا آخری بوسہ جو میں اپنے بدن میں
سانس صُورت آتا جاتا دیکھ سکتا ہُوں
لہو کی خامشی میں سرسراتا دیکھ سکتا ہُوں

تُم

تُم جس خواب میں آنکھیں کھولو
اس کا رُوپ امر
تُم جس رنگ کا کپڑا پہنو
وہ موسم کا رنگ
تُم جس پھُول کو ہنس کر دیکھو
کبھی نہ وہ مُرجھائے
تُم جس حرف پہ اُنگلی رکھ دو
وہ روشن ہو جائے

پت جھڑ کی دہلیز پہ بکھرے
بے چہرا پتّوں کی صُورت
ہم کو ساتھ لیے پھرتی ہے
تیرے دھیان کی تیز ہَوا!

Conceived and Designed by Fawaz Niaz